عورت کا جنازہ

عورت کے جنازے کو دیکھنے، کندھا دینے اور
چھونے وغیرہ کے بارے میں تفصیلی بحث
اور عوام میں موجود غلط فہمیوں کی اصلاح

از: دخترِ ملت، جناب غزل صاحبہ

الموت الموت الموت الموت الموت

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

عورت کا جنازہ

دختر ملت، جناب غزل (جناب ثریا قادریہ) صاحبہ

PUBLISHED BY
SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

مختصر تعارف

یہ رسالہ "عورت کا جنازہ" مختصر ضرور ہے پر مطالعے کے بعد آپ خود ملاحظہ فرمائیں گے کہ یہ جس مسئلے پر تحریر کیا گیا ہے، اس کے لحاظ سے بالکل جامع ہے اور موضوع کے اعتبار سے اپنی نوعیت میں منفرد ہے۔

یہ دختر ملت، جناب غزل (جناب ثریا قادریہ) صاحبہ بنت نور احمد (ساکن ہبلی، کرناٹک، انڈیا) کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ اس رسالے میں بیس سے زائد مستند حوالہ جات کو جمع کیا گیا ہے اور ان کے ضمن میں کئی باتیں بیان ہوئی ہیں۔
دور حاضر میں جہاں تحقیق کا نام اٹھتا ہوا نظر آ رہا ہے، ایسے میں اس طرح کے تحقیقی کام کی اہمیت اہل علم پر بالکل واضح ہے۔
ابھی بہت ضروری ہے کہ ایسے تحقیقی مواد کو عام کیا جائے۔

اللہ تعالی اسے قبول فرمائے۔

فہرست

(پہلا حوالہ) 3

بیوی کے جنازے کو شوہر کا کندھا دینا 3

(دوسرا حوالہ) 3

(تیسرا حوالہ) 4

(چوتھا حوالہ) 4

(پانچواں حوالہ) 5

(چھٹا حوالہ) 7

(ساتواں حوالہ) 9

(آٹھواں حوالہ) 10

(نواں حوالہ) 11

(دسواں حوالہ) 11

(گیارہواں حوالہ) 12

(بارہواں حوالہ) 12

(تیرہواں حوالہ) 14

(چودہواں حوالہ) 15

(پندرہواں حوالہ) 15

(سولہواں حوالہ) 16

(سترہواں حوالہ) 17

(اٹھراہواں حوالہ).. 19

(انیسواں حوالہ) 21

(بیسواں حوالہ) 22

(اکیسواں حوالہ) 23

(بائیسواں حوالہ).. 25

عورت کے جنازے کو کندھا دینے، چہرہ دیکھنے یا غسل دینے وغیرہ کو لے کر کئی طرح کی باتیں سننے کو ملتی ہیں اور اسے یوں کہا جائے کہ کئی طرح کی غلط فہمیاں موجود ہیں تو بالکل صحیح ہو گا جیسا کہ آپ اس تفصیل میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

(پہلا حوالہ)

بیوی کے جنازے کو شوہر کا کندھا دینا

بحر العلوم، حضرت علامہ مفتی عبد المنان اعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سوال کیا گیا کہ:

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ عورت کو اس کا شوہر کندھا نہیں دے سکتا ہے، کیا یہ مسئلہ صحیح ہے صاف صاف جواب دیں؟

آپ رحمہ اللہ جواب میں لکھتے ہیں کہ عورت کے جنازے کو شوہر ضرور کاندھا دے سکتا ہے۔

(فتاوی بحر العلوم، ج2، ص10)

(دوسرا حوالہ)

اسی طرح ایک اور جگہ آپ رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ شوہر کاندھا دے سکتا ہے یا نہیں؟

آپ رحمہ اللہ نے جواب میں فرمایا کہ شوہر کاندھا دے سکتا ہے۔

(فتاوی بحر العلوم، ج5، ص361)

(تیسرا حوالہ)

ایک جگہ اس طرح سوال کیا گیا کہ کیا شوہر اپنی بیوی کو بعد وفات چھو سکتا ہے یا نہیں؟ کاندھا دے کر قبرستان لے جا سکتا ہے یا نہیں؟ اور کیا وہ اپنی بیوی کو قبر میں اتار سکتا ہے یا نہیں؟

آپ جواباً لکھتے ہیں کہ عورت کا انتقال ہو جائے تو شوہر نہ اسے نہلا سکتا ہے اور نہ چھو سکتا ہے، دیکھنے کی ممانعت نہیں ہے۔ (در مختار)

عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازے کو نہ کندھا دے سکتا ہے، نہ قبر میں اتار سکتا ہے اور نہ چہرہ دیکھ سکتا ہے، یہ غلط ہے۔

صرف نہلانے اور اس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔

(فتاوی بحر العلوم، ج2، ص9)

(چوتھا حوالہ)

ایک سوال یوں کیا گیا کہ:

سوال: زوجہ انتقال کر گئی تو شوہر اسے چھو سکتا ہے یا نہیں؟ حکم سے جلد مطلع فرمائیں۔

آپ نے فرمایا کہ عورت کے انتقال کے بعد مرد اس کا جسم چھو نہیں سکتا ہے۔ (جسم چھونے کی ممانعت ہے)

(فتاوی بحر العلوم، ج5، ص363)

(پانچواں حوالہ)

خلیفۂ اعلیٰ حضرت، علامہ سید دیدار علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا کہ زید اپنی زوجہ کا جنازہ اٹھا کر گہوارہ اور قبر میں رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

آپ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

در مختار میں ہے:

و یمنع الزوج من غسلها... الخ (ص633)

یعنی شوہر کو منع کیا جائے اپنی بیوی کو غسل دینے سے اور اس کو ہاتھ لگانے سے نہ کہ اپنی بیوی کو دیکھنے سے بعد موت کے بروایت اصح

لہذا اولی اور افضل یہی ہے کہ قبر میں بھی عورت کو وہی لوگ اتاریں جن پر وہ حرام تھی یعنی اس کے رشتہ دار ذی رحم محرم نہ کہ شوہر

و ذوالرحم المحرم اولی بوضع المراۃ... الخ (غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص552)

یعنی اولی یہ ہے کہ عورت کو ذی رحم محرم رشتہ دار قبر میں رکھیں۔ اگر کوئی ایسا رشتہ دار موجود نہ ہو تو کوئی اجنبی جو اہل صلاح ہو یہ کام سرانجام دیں۔

اور جو منقول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غسل دیا تھا، اول تو اس پر انکار صحابہ منقول ہے۔ علاوہ بریں یہ امر مخصوص ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ بوجہ باقی رہنے علاقۂ زوجیت کے (یعنی یہ رشتہ باقی تھا اس لیے) درمیان سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت سیدہ رضی اللہ تعالی عنہ کے قیامت تک بخلاف دوسرے لوگوں کے،

علاوہ حضور ﷺ اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے، کہ مرنے کے بعد زوجہ کے سب کا علاقۂ زوجیت منقطع ہو جاتا ہے۔

کما ھو ظاہر من روایۃ المنقولۃ فی الدر المختار فی صفحہ 633 حیث قال:

و قالت الائمۃ الثلاثۃ یجوز لأن علیا رضی اللہ عنہ غسل فاطمۃ... الخ

یعنی حضرات ائمہ ثلاثہ رحمھم اللہ تعالی نے فرمایا کہ خاوند کے لیے اپنی مردہ بیوی کو غسل دینا جائز ہے کیونکہ حضرت سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے حضرت بی بی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غسل دیا تھا۔ ہم جواب میں کہتے ہیں کہ غسل دینے یہ روایت ان دونوں حضرات کے درمیان وفات حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالی عنہا کے باوجود زوجیت کا تعلق باقی رہنے کے باعث ہے ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت کے ساتھ ہر تعلق اور نسب ختم ہو جاتا ہے میرا تعلق اور نسبت باقی رہتا ہے۔ علاوہ ازیں بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ نے اس پر انکار بھی فرمایا تھا۔ (شرح المجمع للعینی)

(فتاوی دیداریہ، ص205،206)

(چھٹا حوالہ)

علامہ مفتی محمد اسماعیل حسین نورانی علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا کے اگر کسی شخص کی اہلیہ کا انتقال ہو جائے تو بعد از وصال اس شخص کا اپنے اہلیہ کے چہرے کو دیکھنا تکفین یا تدفین کے وقت جائز ہے یا نہیں بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ بیوی کے مرتے ہی نکاح ٹوٹ جاتا ہے سو بیوی کا چہرہ نہیں دیکھ سکتے براہ کرم قرآن و سنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

آپ لکھتے ہے کہ:

صورت مسئولہ کا جواب یہ ہے کہ عورت مر جائے تو شوہر نہ تو اسے نہلا سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے لہذا دیکھنا جائز ہے۔

اور علامہ علاء الدین حصکفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"و یمنع زوجها من غسلها و مسها لا من النظر الیها علی الا صح"

یعنی شوہر کا اس کو نہلانا بھی ممنوع ہے اور اسے چھونا بھی ممنوع ہے اور صحیح ترین قول کے مطابق دیکھنا ممنوع نہیں ہے۔

(در مختار ج 1، ص 575)

اور مزید لکھتے ہے کہ:

صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "عوام میں یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازے کو نہ کندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے نہ منہ دیکھ سکتا ہے یہ محض غلط ہے۔ یہ صرف نہلانے اور بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔

(بہار شریعت، حصہ 4، ص 89، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

اسی طرح اعلی حضرت امام احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ نے بھی یہی لکھا ہے کہ بیوی کے مرنے کے بعد شوہر کو دیکھنے کی اجازت ہے البتہ ہاتھ لگانا منع ہے،

كما نص عليه في اهلتنور والدر وغيره هما

(فتاوی رضویہ، ج9، ص9، طبع جدید)

والله ورسوله اعلم بالصواب

(انظر: انوار الفتاوی، ص292، 293)

(ساتواں حوالہ)

علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سوال کیا گیا کہ زید کی عورت کا انتقال ہو گیا اب زید چاہتا ہے کہ اپنی عورت کے جنازے کو کندھا دے لیکن بکر نے اسے روک دیا اور کہا کہ میں نے علماے کرام سے سنا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو کندھا نہیں دے سکتا لہذا بکر نے زید کو روک دیا۔ بکر کا یہ کہنا کہاں تک درست ہے؟ بکر ساتھ ساتھ یہ بھی کہ رہا تھا کہ علماے کرام سے یہ بھی سنتا ہوں کہ اس کے لیے کندھا نہیں دے سکتا کہ عورت شوہر کی جوتی کے برابر ہے آج اس کے جنازے کو کیسے کندھا دے سکتا ہے؟

بکر کے کہنے کے مطابق یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ نمبر 141 پر مذکور ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کا جنازہ اٹھایا اگر مراتب کے لحاظ سے کندھا نہیں دے سکتا تو یہاں کیا جواب ہے کہ کہاں سرکار کا مرتبہ اور صحابہ کرام کا مرتبہ؟ تحریر فرمائیں

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہے کہ:

بیوی کے جنازے کو کندھا دینا بلا شبہ جائز ہے۔ اس کی ممانعت ثابت نہیں بکر علماے کرام کو جھوٹا کہتا اور بدنام کرتا ہے۔ اور اگر یہ صحیح ہے کہ علماے کرام نے منع کیا تو بکر سے کہیے کہ ان علما کی تحریر لائے۔

اللہ و رسولہ اعلم بالصواب

(فتاوی فیض الرسول، ج1، 411)

(آٹھواں حوالہ)

علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سوال کیا گیا کہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا میرے والد نے ان کے جنازے کو کندھا دینا چاہا تو ایک شخص نے یہ کہ کر روک دیا کہ آپ کندھا نہیں لگا سکتے اس لیے کہ شوہر کو اپنی بیوی کے جنازے کو کندھا لگانا جائز نہیں۔ واقعی شریعت کا ایسا ہی حکم ہے؟

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کھتے ہے کہ:

شریعت کا حکم ایسا نہیں کہ سارے مسلمان کسی کی بیوی کے جنازے کو کندھا لگائیں مگر یہ کہ اس کا شوہر کندھا نہ لگائے یہ حکم کیسے ہو سکتا ہے۔ مسئلہ تو یہ ہے کہ موت کے بعد شوہر اپنی بیوی کے جسم کو بلا حائل ہاتھ نہیں لگا سکتا مگر عوام نے یہ بنالیا کہ شوہر اپنی بیوی کے جنازے کو کندھا نہیں لگا سکتا۔ جس شخص نے یہ غلط مسئلہ بتا کر آپ کے والد کو آپ کی والدہ کے جنازے کو کندھا نہیں لگانے دیا وہ اعلانیہ توبہ کرے اور آئندہ بلا تحقیق کوئی مسئلہ نہ بتائے واللہ تعالی اعلم۔

(فتاوی فقیہ ملت، ج 1، ص 255)

(نواں حوالہ)

ملفوظات اعلیٰ حضرت میں ہے:

عرض: حضور اگر عورت کا انتقال ہو جائے تو اس کے شوہر کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں، نہ وہ کندھا دے نہ منہ دیکھے؟

فرمایا: یہ مسئلہ جہلا میں بہت مشہور ہے اور بالکل بے اصل ہے۔ ہاں بے حائل اس کے جسم کو بے شک ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ باقی کندھا بھی دے سکتا ہے اور قبر میں بھی اتار سکتا ہے اور اگر موت ایسی جگہ آئے جہاں میاں بیوی کے سوا کوئی اور نہ ہو تو شوہر خود اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر میت کو تیمم کرائے لیکن عورت کو بلا کسی شرط کے اپنے شوہر مردہ کو چھونے کی اجازت ہے۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی حدیث کل...الخ، ج3، ص105)

(انظر: ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص285)

(دسواں حوالہ)

فتاوی رضویہ شریف میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے سوال کیا گیا کہ اپنی بیوی کی میت کا جنازہ شوہر لے جا سکتا ہے کہ نہیں؟ جواب شافی سے ممنون فرمایا جائے۔ بینوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پایئے۔)

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ لکھتے ہیں:

مرد اپنی زوجہ کا جنازہ اٹھا سکتا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

(فتاویٰ رضویہ، ج24، ص200)

(گیارہواں حوالہ)

اسی طرح عرفان شریعت میں یہ مسئلہ مذکور ہے کہ کیا شوہر اپنی بیوی کو غسل میت دے سکتا ہے یا نہیں اور بعد مرنے کے شوہر اپنی بیوی کے جنازے کو ہاتھ لگا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جنازے کو ہاتھ لگا سکتا ہے۔ قبر میں اتار سکتا ہے۔ اس کے بدن کو ہاتھ نہیں لگا سکتا اسی واسطے غسل نہیں دے سکتا۔ واللہ تعالی اعلم۔

(عرفان شریعت، ص 1)

(بارہواں حوالہ)

علامہ مفتی عبد الواجد قادری رحمہ اللہ تعالی سے سوال کیا گیا کہ کیا فرماتے ہیں علماے دین و مفتیان شرع متین اس میں کہ میت کا دیدار مرد و عورت میں سے کون کون کرسکتے ہیں؟

تفصیل سے بیان فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں:

اصل یہ ہے کہ جس طرح مرد کا اجنبیہ عورتوں کو دیکھنا جائز نہیں ایسے ہی عورت کا اجنبی مردوں کو دیکھنا بھی جائز نہیں ہے۔

کمارواہ اللترمذی واحمد ابوداؤد عن ام المومنین
سیدتنا ام سلمۃ رضی اللہ تعالی عنہا

مُردہ عورت کے لیے اس کا شوہر اور مردہ مرد کے لیے اس کی بیوی بھی اجنبی ہے۔

"لانقطاع النکاح بالموت" بایں ہمہ شوہر اپنی مردہ بیوی کو دیکھ سکتا ہے اور بیوی اپنے مردہ شوہر کو دیکھ یا چھو سکتی ہے بلکہ غسل بھی دے سکتی ہے۔

کمافی الدر المختار والمتمدات الاسفار:

و یمنع زوجھا من غسلھا و مسھا لا من النظر الیھا علی الاصح و ھی لا تمنع من ذالک

شوہر کو منع کر دیا جائے گا بیوی کو غسل دینے اور چھونے سے البتہ اس کو دیکھنے کی اجازت ہو گی صحیح قول کی بنا پر اور بیویوں کو غسل دینے اور چھونے کی اجازت ہو گی۔

اور موت سے جس طرح نکاح منقطع ہو تا ہے اسی طرح رشتہ وہ نسب بھی

کما فی الحدیث شریف

وہ لوگ دیدار کر سکتے ہیں جن سے زندگی میں پردہ کرنا درست نہیں تھا مثلاً باپ دادانانا بھائی بھتیجا بھانجا، چچاماموں بیٹا پوتا اور نواسہ وغیرہ اور جن لوگوں سے پردہ کرنا حیات میں واجب تھا انھیں چاہیے کہ میت کا دیدار کر کے اسے اذیت نہ پہنچائیں کہ جن باتوں سے زندگی میں اذیت پہنچتی ہے ان سے بعد موت بھی اذیت پہنچتی ہے اور وہ لوگ یہ ہیں: کفار و مشرکین بدمذہب و مرتدین، چاچا، ماموں، خالہ اور پھوپھی کے بیٹے، بہنوئی، دیور، جیٹھ اور جوان داماد خسر وغیرہم۔ محرمات کی تفصیل کتب فقہ سے حاصل کریں کہ اسے یہاں نقل کرنا طوالت کا سبب ہے۔ اور وہ اجنبیہ عورتیں جو مرد سے اس کی زندگی میں پردہ کرتی تھیں یا پردہ کرنا ان پر واجب تھا ایسے مردہ مرد کا دیدار اجنبیہ عورتیں نہ کریں کہ اس سے مردہ کو اذیت ہوتی ہے۔

حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ در مختار کے حاشیہ ردالمختار میں فرماتے ہیں:

لان المیت یتاذی بما یتاذی بہ الحی

جس سے زندوں کو تکلیف ہوتی ہے اس سے مردے بھی ایذا پاتے ہیں۔ مختصر یہ کہ عورتوں کے حق میں بہتر یہ ہے نامحرم اس کا دیدار نہ کرے اور مردوں کے لیے بہتر یہ ہے کہ اجنبیہ

یا عورتیں اسے نہ دیکھیں۔ اور دونوں کے حق میں بہتر یہ ہے کہ رونمائی کی وجہ سے نماز جنازہ یا تدفین وغیرہ میں تاخیر نہ ہو۔

(انظر: فتاوی یورپ، ص218،219)

(تیرہواں حوالہ)

فتاوی جماعتیہ میں سوال ہے:

کیا مرد اپنی بیوی کو اس کے فوت ہونے کے بعد غسل دے سکتا ہے اور اس کو اس کے لیے دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مرد کے لیے اپنی بیوی کو غسل دینا جائز نہیں ہے۔ ہاں اس کو دیکھنا منع نہیں ہے۔ اور اگر مرد مر جائے تو عورت کے لیے جائز ہے کہ اس کو غسل دے۔ اس لیے کہ جب بیوی فوت ہو گئی تو نکاح باقی نہیں رہا اب مرد اس کے لیے اجنبی ہے اور اجنبی مرد کے لیے جائز نہیں کہ وہ عورت کو غسل دے اس لیے کہ مرد کے فوت ہونے سے نکاح فاسد نہیں ہوتا بلکہ علی حالہ ہوتا ہے۔ اسی لیے تو چار ماہ دس دن عدت وفات ہے۔

(مراقی الفلاح)

واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

(فتاوی جماعتیہ، مرتبہ علامہ مفتی غلام رسول، ص122)

(چودھواں حوالہ)

فتاوی جماعتیہ میں ہی ایک سوال اور ہے:

کیا فرماتے ہیں علماے دین درج ذیل مسئلہ میں کہ عورت مر جائے تو اس کا خاوند اس کو دیکھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:

صورت مسئولہ میں اگر عورت فوت ہو گئی ہے تو مرد اس کا منھ دیکھ سکتا ہے،

فتاوی شامی میں ہے:

اگر عورت فوت ہو گئی تو مرد اس کو نہ چھو سکتا ہے اور نہ ہی اس کو غسل دے سکتا ہے البتہ اس کا منھ دیکھ سکتا ہے اور جو لوگوں میں مشہور ہے کہ مرد نہ عورت کے جنازے کو کندھا دے سکتا ہے اور نہ ہی قبر میں اتار سکتا ہے اور نہ منھ دیکھ سکتا ہے یہ غلط ہے۔

صرف غسل دینے اور اس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔ چہرہ دیکھنے کی ممانعت نہیں ہے لہذا اگر عورت فوت ہو گئی تو اس کا مرد منھ دیکھ سکتا ہے۔

واللّٰہ و رسولہٗ اعلم بالصواب

(فتاوی جماعتیہ، ص212، 213)

(پندرہواں حوالہ)

علامہ مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا کہ کیا فرماتے ہیں علماے دین اس مسئلہ میں کہ لڑکی جس کی عمر پانچ سال کے قریب تھی انتقال کر گئی اس کو والد غسل دے سکتا ہے یا نہیں؟ اور غیر شخص غسل دے سکتا ہے یا نہیں؟

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ:

سوال میں لڑکی کی عمر پانچ سال لکھی گئی ہے، ظاہر ہے کہ پانچ سال کی لڑکی مشتہاۃ (شہوت والی) نہیں ہو سکتی

اور جو لڑکی مشتہاۃ نہ ہو اس کو ہر اجنبی اور قریب نیز عورت اور مرد بغیر مجبوری کے غسل دے سکتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ اس کو اس کا باپ غسل دے یا عورت ہی غسل دے۔ فتاوی عالمگیری جلد اول مصری ص 149 میں ہے:

فان کان المیت صغیرا لا یشتھي جازان تغله النساء وکذا اذا کانت صغیرة لا تشتھي جاز للرجال غسلھا

اگر چھوٹا بچہ (شہوت کی عمر کو نہ پہنچا ہو) تو عورت غسل دے سکتی ہے۔ اسی طرح کمسن بچی جو مشتہاۃ نہ ہو اسے مرد غسل دے سکتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

(حبیب الفتاوی، ص 537)

(سولھواں حوالہ)

حبیب الفتاوی میں ایک اور سوال مذکور ہے کہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ لڑکی جس کی عمر دس سال کی ہے اس کو مرد نے غسل میت دیا ہے یہ درست ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز نہیں ہے تو غسل میت دینے والا ازروئے شریعت گنہگار ہے یا نہیں؟ جواب مع حوالہ کتب مرحمت فرما کر مشکور فرمائیں؟

علامہ مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ جواب میں لکھتے ہیں:

شرعاً دس سال کی لڑکی مشتہاۃ (شہوت والی) بلکہ بالغہ بھی ہو سکتی ہے اور غیر مشتہاۃ (بے شہوت والی) بھی ہو سکتی ہے لہذا جس لڑکی کا مطلق سوال کیا گیا ہے مشتہاۃ تھی تو مرد کا غسل دینا ناجائز ہوا اور غسل دینے والا مرد مرتکب عدم جواز و گنہگار ہوا اور اگر وہ

لڑکی غیر مشتہاۃ تھی تو مرد کا غسل دینا جائز درست ہوا وہ گنہگار بھی نہ ہوا، مشتہاۃ یا غیر مشتہاۃ کا پتہ چلانا مقامی اور گھر کے لوگوں کا کام ہے کوئی اجنبی کیسے بتا سکتا ہے کہ یقیناً وہ مشتہاۃ تھی یا غیر مشتہاۃ بالخصوص وہ عورتیں جن سے اس لڑکی کا زیادہ تعلق رہا ہو بتا سکتی ہیں۔

فتاوی عالمگیری جلد اول، ص 149 میں ہے:

فان کان المیت صغیرا لا یشتھي جازان تغله النساء
وکذ اذا کانت صغیرۃ لا تشتھي جاز للرجال غسلھا

واللہ تعالی اعلم

(حبیب الفتاوی، ص 577)

(سترہواں حوالہ)

حبیب الفتاوی میں ایک اور جگہ سوال مذکور ہے کہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ انتقال کے بعد عورت اپنے شوہر کو دیکھ سکتی ہے یا نہیں؟ یا مرد اپنی بیوی کو دیکھ سکتا ہے یا نہیں، بوقت مجبوری عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے یا نہیں یا مرد اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتاب جواب مرحمت فرمائیں

جواب میں ہے:

شوہر اور بیوی میں کسی کا انتقال ہو جائے، بعد انتقال شوہر اپنی بیوی کو دیکھ سکتا ہے اور بیوی بھی شوہر کو دیکھ سکتی ہے۔ باہم ہر ایک کا دوسرے کو بعد انتقال دیکھنا جائز و مباح ہے۔ بیوی شوہر کو مجبوری اور غیر مجبوری ہر حال میں غسل دے سکتی ہے، بشرطیکہ عدت

میں ہو۔ لیکن شوہر بیوی کو مطلقاً کسی حال میں غسل نہیں دے سکتا ہے۔ اور بہ شکل مجبوری جب کوئی غسل دینے والی عورت نہ ملے تو شوہر بجائے غسل بیوی کو تیمم کرادے۔

در مختار مصری جلد اول ص 633 میں ہے:

و یمنع زوجها من غسلها و مسها لا من النظر الیها علی الاصح (منیة) (وهي لا تمنع من ذالک) ملخصاً

شوہر کو متوفیہ بیوی کو غسل دینے اور چھونے سے روکا جائے گا۔ البتہ دیکھنے سے منع نہیں کیا جائے گا۔ صحیح مذہب یہی ہے کہ عورت کو ان باتوں سے منع نہیں کیا جائے گا۔

ردالمحتار میں ہے:

وفي البدائع المرأة تغسل زوجها لان اباحة الغسل مستفادة بالنکاح فتبقی ما بقي النکاح

والنکاح بعد الموت باق إلی أن تنقضي العدة بخلاف ما اذا ماتت فلایغسل لانتهاء ملک النکاح لعدم المحل فصار اجنبیا

البدائع میں ہے عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے کیوں کہ غسل کا جواز نکاح سے مستفاد ہوا ہے۔ لہذا جب تک نکاح باقی ہے، یہ جواز بھی باقی رہے گا اور نکاح موت کے بعد عدت تک باقی رہتا ہے۔ اس کے برخلاف اگر بیوی مر گئی تو شوہر غسل نہیں دے گا۔ کیونکہ اب ملکِ نکاح باقی نہیں رہا۔ کیوں کہ اب محل نکاح ہی موجود نہیں۔ لہذا مرد اجنبی ہو گیا۔

طحطاوی علی مراقی الفلاح مصری ص 245 میں ہے:

واذا لم توجد امراۃ لتغسیلھا یممھا و لیس علیہ غض بصرہ عن ذراعیھا بخلاف الاجنبی

اگر عورت کے غسل کے لیے عورت موجود نہیں تو شوہر اسے تیمم کرا دے۔ نگاہیں نیچی کرنا اس پر ضروری نہیں۔ البتہ اجنبی اگر تیمم کرائے تو نہ دیکھے۔ واللہ تعالی اعلم

(حبیب الفتاوی، ص538)

(اٹھراہواں حوالہ)

ایک اور سوال کیا گیا کہ کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عورت کے مر جانے کے بعد اس کا شوہر اس کو دیکھے، نہ غسل دے، نہ کفنائے، نہ اس کے جنازے کو ہاتھ لگانے، نہ چھوئے، نہ کاندھا لگائے، نہ قبر میں اس کو اتارے، مر جانے کے بعد شوہر کا کوئی حق نہیں رہتا ہے۔ اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ مع حوالہ حدیث شریف ہو؟

حنفی مذہب کے مخالیفین نے بتایا ہے کہ فلاں صحابہ نے اپنی بیوی کو غسل دیا ہے۔ حدیثوں میں آیا ہے؟

جواب:

بیوی کے انتقال کے بعد شوہر سے رشتہ نکاح منقطع ہو جاتا ہے اور دونوں میں مغایرت و اجنبیت ہو جاتی ہے لہذا بغیر ضرورت شوہر نہ تو بیوی کو غسل دے اور نہ اس کو چھوئے اور بیوی کے چہرہ کو دیکھنے کی اور جنازہ میں کاندھا

دینے کی شرعا ممانعت نہیں۔ یہی حدیث پاک سے ماخوذ ہے، اور اجلہ صحابہ کرام کا عمل اسی پر رہا ہے اور یہ جو بعضے لوگوں سے منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی

عنہ نے خاتون جنت فاطمی زہرا رضی اللہ تعالی عنھا کو غسل دیا اس میں روایتوں کا اختلاف ہے چونکہ دوسری روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت خاتون جنت کو ام ایمن نے غسل دیا۔ بر تقریر تسلیم یہ ان کے خصوصیات پر محمول ہے۔

مراقی الفلاح مصری، ص345 میں ہے:

عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے بخلاف مرد کے وہ اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا۔

طحطاوی میں ہے:

(ان کا قول کہ شوہر اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا) اسی طرح نہ اسے چھو سکتا ہے لیکن اس کی طرف دیکھنے کی ممانعت نہیں صحیح ترین مذہب یہی ہے۔ (ان کا قول نکاح کے ٹوٹ جانے کے سبب سے ہے) کیونکہ اب نکاح کا محل ہی نہیں رہا۔ لہذا شوہر اب اجنبی ہو گیا۔

اس سلسلہ میں تینوں اماموں کا قول جواز کا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہ کو غسل دیا۔ ہم کہتے ہیں کہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ ان کو ام ایمن نے غسل دیا تھا۔

اور یہ ثابت بھی ہو جائے کہ بھی ہو جائے کہ حضرت علی نے ان کو غسل دیا تو اس سے ان دونوں کے مابین رشتہ زوجیت کے باقی رہنے پر محمول کیا جائے گا۔ کیوں کہ رسول اللہ کا قول ہے، "موت سے ہر قسم کا حسب و نسب منقطع ہو جاتا ہے، سوائے میرے حسب ونسب کے" باوجود یہ کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنھما نے اس کا انکار کیا تو ان سے کہا کہ آپ کو نہیں معلوم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: "فاطمہ تمھاری شریک حیات ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تو یہ دعوی خصوصیت اس بات پر دلیل ہے کہ یہی مشہور تھا کہ مرد بیوی کو غسل نہ دے۔

خلاصہ یہ ہے کہ بیوی کے انتقال کے بعد شوہر بیوی کو بغیر ضرورت نہ غسل دے اور نہ اس کو ہاتھ لگائے مگر بیوی کا چہرہ دیکھ سکتا ہے اور جنازہ میں کاندھا لگا سکتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(حبیب الفتاوی، ص539،540)

(انیسواں حوالہ)

ایک اور سوال کیا گیا کہ یہ بات مشہور ہو گئی ہے کہ مرد اپنی عورت کا چہرہ نہیں دیکھ سکتا اور نہ میت کو کاندھا لگائے اور نہ مٹی قبر پر ڈالے مرد کہتا ہے کہ جب میں غیر ہو گیا تو پھر میں میت کا خرچہ کیوں اٹھاؤں؟

جواب:

مرد اپنی بیوی فوت شدہ کو دیکھ سکتا ہے۔ جنازہ میں کاندھا بھی دے سکتا ہے اور قبر میں مٹی بھی ڈال سکتا ہے۔ شرعا ان امور کی اجازت ہے۔ کوئی حرج نہیں ہے۔ جو بات مشہور ہو چکی ہے اور سوال میں نقل کی گئی ہے غلط ہے۔

البتہ بغیر ضرورت شرعیہ بیوی کو غسل نہیں دے سکتا۔ اگر ضرورت کے وقت غسل بھی دے تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لے۔ کیا بیوی کی خدمات کا اور حقوق زوجیت کے ادا کرنے کا اتنا بھی لحاظ نہ رکھا جائے کہ مرنے کے بعد اس کے لیے تجہیز تکفین وغیرہ کے سارے مصارف شوہر ادا کرے۔ مرد کی مردانگی کے تقاضے کے خلاف ہے کہ وہ اپنی بیوی کے لیے مرنے کے بعد اتنا بھی نہ کرے۔

(حبیب الفتاوی، ص540)

(بیسواں حوالہ)

ایک اور سوال یوں کیا گیا کہ زید کی بیوی کا انتقال ہو گیا اور زید نے اپنی بیوی کے جنازہ کو کاندھا لگانا چاہا تو اس کو کچھ لوگوں نے منع کر دیا کہ بیوی کے مرنے کے بعد شوہر کو اس کی صورت دیکھنا اس کے جنازہ کو کاندھا لگانا جائز نہیں، زید نے یہ سن کر جنازہ کو کاندھا نہیں لگایا۔ عوام میں جو اس طرح کی بات مشہور ہے کیا یہ بات حدیث سے ثابت ہے، مہربانی فرما کر اس مسئلہ کا حل فرمادیں؟

جواب میں لکھتے ہیں:

شوہر بیوی کی موت کے بعد شرعاً اس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے۔ اور جنازہ کو کاندھا لگا سکتا ہے، جن لوگوں نے اسے ناجائز بتایا وہ غلطی پر ہیں۔ ہاں شوہر بیوی کو غسل نہ دے اور نہ اس کے جسم کو بغیر ضرورت چھوئے۔

طحطاوی علی مراقی الفلاح مصری ص 345 میں ہے:

قوله فانه لایغسل زوجته وکذا لا یمسها ولا یمنع من النظر الیها فی الاصح (تنویر)

ان کا قول ہے مرد اپنی بیوی کو نہیں دیکھ سکتا اسی طرح چھو بھی نہیں سکتا صحیح مذہب یہ ہے کہ دیکھنے سے منع نہیں کیا جائے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

(حبیب الفتاوی، ص 541)

(اکیسواں حوالہ)

اسی میں ایک سوال یوں کیا گیا کہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کے مرجانے پر ان کی بیوی کفن دیتے وقت دیکھنا چاہتی ہے۔ ایک مولوی صاحب یہ کہتے ہوئے روک دیتے ہیں کہ بیوی کو اپنے شوہر کی میت کو اور شوہر کو اپنی بیوی کی میت کو دیکھنا حرام ہے، وہ کہتے ہیں کہ یہ بات حدیث سے ثابت ہے؟

جواب میں لکھتے ہیں:

زن وشوہر میں سے ہر ایک دوسرے کے مرنے کے بعد اس کی میت کو دیکھ سکتے ہیں، دیکھنے کی ممانعت شرعا نہیں، ہاں فرق بدن کے چھونے اور غسل دینے میں ہے۔ بیوی شوہر کے مرنے کے بعد اس کے بدن کو چھو بھی سکتی ہے، اور غسل بھی دے سکتی ہے، اور شوہر بیوی کے مرنے کے بعد اس کے بدن کو چھو نہیں سکتا، نہ غسل دے سکتا ہے۔ زید کے انتقال کے بعد کفن دیتے وقت اس کے دیکھنے سے بیوی کو روکنا صحیح نہیں۔ جس مولوی صاحب نے روکا غلط کیا اور حرام بتا کر گناہ کے مرتکب ہوئے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ

اجرأکم علی الفتیا اجرأکم علی النار

کہ غلط فتوی بتانے پر زیادہ جو جرات کرنے والا ہو گا، وہ نار جحیم (جہنم کی آگ) پر زیادہ جرات کرنے والا ہو گا، مولوی صاحب حدیث وفقہ سے بے خبر ہیں۔

مراقی الفلاح مصری ص 345 میں ہے:

والمراۃ تغسل زوجھا بخلافہ ای الرجل فانہ لا یغسل زوجتہ لانقطاعا لنکاح (ملخصا)

عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے، بخلاف مرد کے، یہ عورت کو غسل نہیں دے سکتا کیونکہ اب نکاح باقی نہیں رہا۔

طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے:

المرأة تغسل زوجها لحل مسه والنظر اليه ببقاء العدة

عورت شوہر غسل دے سکتی ہے کیونکہ اس کے لیے اس کا چھونا بھی حلال ہے اور اسے دیکھ بھی سکتی ہے کیونکہ بہر حال عدت باقی ہے۔

اسی میں ہے:

روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنھا کو وصیت کی کہ جب ان کی موت ہو جائے تو وہ غسل دیں، ایسا ہی اشعری رضی اللہ عنہ نے کیا۔ اس کی وجہ بھی ہے کہ غسل دینے کا جواز نکاح سے حاصل ہوا ہے، لہذا جب تک نکاح ہے، غسل کا جواز بھی باقی رہے گا

اور نکاح موت کے بعد بھی اس وقت تک باقی رہتا ہے، جب تک عدت نہ گزر جائے۔

اسی میں ہے:

قوله (فانه لايغسل زوجته) وكذالا يمسها ولا يمنع من النظر اليها في الاصح (تنوير)

ان کا قول ہے مرد اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا اسی طرح چھو بھی نہیں سکتا صحیح مذہب یہ ہے کہ دیکھنے سے منع نہیں کیا جائے گا۔

مولوی صاحب ان روایات و جزئیات کو پڑھیں اور اپنی جہالت پر ماتم کریں۔

واللہ تعالی اعلم۔

(حبیب الفتاوی، ص542)

(بائیسواں حوالہ)

ایک اور سوال یوں کیا گیا کہ کیا یہ صحیح ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی بیوی حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا کے انتقال کے بعد ان کو غسل دیا تھا؟

جواب میں لکھتے ہیں:

حضور خاتون جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا کے غسل کے بارے میں روایتوں کا اختلاف ہے کہ حضرت مولا علی کرم اللہ تعالی وجہ الکریم نے غسل دیا تھا یا حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالی عنہا نے۔ بر تقدیر اول دو حدیثوں سے یہ حکم خاص ہے عام نہیں۔ چونکہ ان حضرات کا نکاح بعد موت بھی بلکہ دنیا وآخرت میں باقی ہے اور رہے گا۔

طحطاوی میں ہے۔

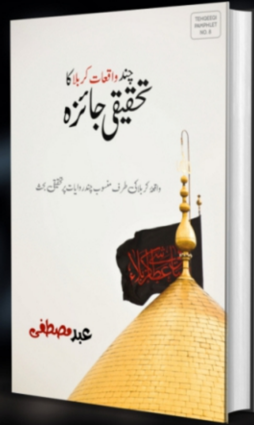
وروی انھا غسلتھا ام ایمن ...... الخ

(حبیب الفتاوی، ص542)

OUR OTHER PAMPHLETS

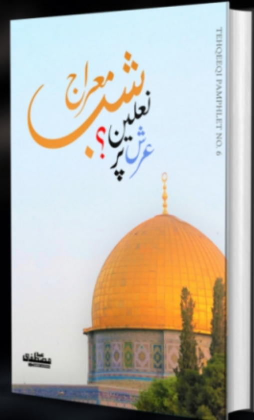


















SABIYA VIRTUAL PUBLICATION